

مرتبہ ۱ محمد اقبال قریشی ہارون آبادی

علم و معارف

حضرت مولانا

محمد قاسم صاحب نانوتوی

یہ ملفوظات حضرت عظیم الامتؒ سے منقول ہیں
اللہ انہوں نے الثقات خاص سے
جمع کرائے ہوئے ہے

قابل تکفیر کون | خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتویؒ فرماتے تھے کہ اطراف لکھنؤ میں ایک عالم رہتے تھے، جو بڑے عالم تھے۔ مولانا نے ان کا نام بھی لیا۔ مگر مجھے یاد نہیں رہا۔ یہ عالم ایک مسجد میں رہتے تھے، اور مسجد کی جنوبی جانب ایک سہ درمی سختی، اس میں بڑھایا کرتے تھے۔ مولوی فضل رسول بدایونی ظہر کی نماز یا عصر کی نماز سے پہلے ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کو وہ اپنی تحریرات سنائیں جو انہوں نے مولانا شہید کی رو میں لکھی تھیں، اور ان سے اسکی تصدیق اور مولانا شہید کی تکفیر چاہی۔ اسنے میں جماعت تیار ہو گئی۔ مولوی صاحب نے فرمایا پہلے نماز پڑھ لیں پھر غور کریں گے۔ مولوی فضل رسول کے ساتھ ایک شخص بھی تھا۔ مولوی صاحب اور مولوی فضل رسول تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور وہ ان کا ساتھی نہیں اٹھا اور بیٹھا ہوا حقہ پیتا رہا۔ جب مولوی صاحب نماز پڑھ کر تشریف لائے تو اسے حقہ پیٹے ہوئے دیکھا۔ اس پر مولوی صاحب نے مولوی فضل رسول سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں انہوں نے کہا کہ میرے عزیز ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ یہ تمہارے ساتھ کتنے دنوں سے ہیں انہوں نے مدت بتائی۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ تکفیر کا ارادہ میرا پہلے ہی نہ تھا۔ مگر اتنا ارادہ تھا کہ آپ کے موافق لکھ دوں گا۔ مگر اس وقت الحمد للہ نماز کی برکت سے مجھ پر ایک حقیقت منکشف ہوئی، وہ یہ کہ یہ شخص تمہارا عزیز ہے اور اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہی ہے، مگر باوجود اس کے تم اسے مسلمان (نمازی) بھی نہ بنا سکے اور مولوی اسماعیلؒ جس طرف نکل گیا ہزاروں کو دینا رہنا گیا ہے۔ پس قابل تکفیر تم ہو نہ کہ مولوی اسماعیلؒ۔ لہذا تم میرے پاس سے چلے جاؤ میں کچھ نہ کہوں گا۔ اس پر وہ بے نیل و مرام واپس ہو گئے۔ یہ قصہ بیان

لے خان صاحب سے مراد مولانا امیر شاہ خاں صاحب مرحوم و مغفور ہیں۔

کر کے خان صاحبؒ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے ملا ہوں جو مولوی فضل رحمان کے ساتھ تھا۔ حالانکہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا، مگر بڑھاپے تک بے نماز تھا۔ اور دنیا کی تمام بازیوں مثل کوتر بازی، بٹیر بازی، مرغ بازی وغیرہ میں ماہر تھا۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۸) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: پس قابلِ تکفیر۔ الخ اقول اس بنا پر نہیں کہ تمہارا اثر ساقی پر نہ ہوا بلکہ اس بنا پر کہ اتنے بڑے خادمِ الاسلام کی تکفیر کی جو بڑے حدیثِ موجبِ تکفیر ہے۔ پس حدیث کے جو معنی بھی ہیں اس بنا پر یہ قابلیت بھی ہے تکفیر کی۔ (شریف الدریات حاشی امیر الروایات)

۳۲۔ شاگرد کی نصیحت | خان صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے مولانا نانوتوی صاحبؒ مولانا عبد القیوم صاحبؒ اور دوسرے بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ ایک روز مولانا شہیدؒ ہندوؤں کے کسی میلہ میں گئے۔ سید صاحبؒ اس زمانہ میں ان سے پڑھتے تھے، وہ بھی ان کے ساتھ گئے۔ جب یہ دونوں میلہ میں پہنچے، سید صاحبؒ پر ایک جوشِ سوار ہوا، اور نہایت غصہ آیا اور تیز لہجہ میں میں مولانا شہیدؒ سے فرمایا کہ آپ نے کس لئے پڑھا تھا، کیا سودا کفار بڑھانے کیلئے؟ آپ کو معلوم ہے کہ آپ اس وقت کہاں ہیں، آپ غور فرمائیں کہ ایک عالم شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا بھتیجا کفار کے میلہ کی رونق بڑھائے۔ مولانا کا اس پر خاص اثر ہوا، اور انہوں نے کہا: سید صاحبؒ آپ بجا فرماتے ہیں، اور واقعی غلطی میری ہے۔ اور یہ فرما کر فرار لوٹ آئے اور پھر کبھی کسی میلہ میں نہیں آئے۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۱۱) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: قولہ سید صاحبؒ آپ نہایت بجا (اقول) شاگرد کی نصیحت کہ تیز لہجہ میں قبول کر لینا اور عمل کرنا کس قدر مجاہدہ عظیمہ ہے۔ (شریف الدریات حاشی امیر الروایات)

۳۳۔ غزالی وقت | خان صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا نانوتویؒ نے فرمایا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب دہلویؒ قلب کے اندر جو نہایت چور ہوتے ہیں، ان سے خوب واقف ہیں۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۱۱) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: قولہ نہایت باریک چور (اقول) تو اپنے وقت کے غزالی بھی تھے۔ (شریف الدریات)

۳۴۔ قبولِ عام کی دوسری صورتیں | خان صاحبؒ نے فرمایا کہ میں اس وقت مولانا نانوتویؒ کا ایک مخطوط سنا ہوں جو اس مقام کے مناسب ہے کہ قبولِ عام کی دوسری صورتیں ہیں۔ ایک وہ قبول جو خواہ سے لے کر عوام تک پہنچے، اور دوسرا وہ جو عوام سے شروع ہو اور اس کا اثر خواص تک بھی پہنچے رہے۔ پہلا قبول علامتِ قبولیت ہے نہ کہ دوسرا۔ کیونکہ حدیث میں جو مضمون علامتِ

مقبولیت آیا ہے۔ وہ یہ کہ اول بندہ سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ ملا اعلیٰ کو محبت کا حکم دیتے ہیں، اور ملا اعلیٰ سے اپنے نیچے والوں کو، یہاں تک کہ وہ حکم الہی دنیا تک آتا ہے۔ اور جو ترتیب ملا اعلیٰ میں تھی اسی ترتیب سے اسکی محبت دنیا میں پھیلتی ہے کہ پہلے اس سے اچھے لوگوں کو محبت ہوتی ہے اس کے بعد دوسروں کو پس بمقبولیت اس کے برعکس ہوگی وہ دلیل مقبولیت نہ ہوگی۔ (ارواح ثلاثہ ص ۱۶۲)

۲۵۔ احتیاط | خانصاحبؒ نے فرمایا کہ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا یا مولانا نانوتویؒ نے اچھی طرح یاد نہیں۔ مگر سنان و حضرات میں سے کسی ایک سے ہے، کہ ایک شخص نہایت خوش گلو تھے اور نعت وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے میاں جی نور محمد صاحبؒ سے عرض کیا کہ یہ شخص خوش گلو ہے۔ اور نعت پڑھتا ہے۔ آپ بھی سن لیجئے۔ آپ نے فرمایا: لوگ مجھے کبھی کبھی امام بنا دیتے ہیں اور غنا بلا مزامیر میں بھی علماء کا اختلاف ہے اور اس لئے اس کا سنا خلاف احتیاط ہے۔ لہذا میں اس کے سننے سے معذور ہوں۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: قولہ امام بنا دیتے ہیں۔ (اقول) کس قدادب ہے منصب امامت کا، کہ اختلافات سے بھی احتیاط کی۔ یہ تھے صوفی صافی کہ شریعت کا اس قدادب اس فرماتے تھے۔ (شریف الدربابت حواشی امیر الروایات)

۲۶۔ نواب قطب الدینؒ اور مولوی نذیر حسینؒ | خانصاحبؒ نے فرمایا کہ مجھ سے مولانا نانوتویؒ بیان فرماتے تھے کہ نواب قطب الدین صاحبؒ بڑے بکے مقلد تھے، اور مولوی نذیر حسین صاحبؒ بکے غیر مقلد۔ ان میں آپس میں تحریری مناظرے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی جلسہ میں میری زبان سے نکل گیا کہ اگر کسی قدادب صاحبؒ ڈھیلے پڑ جائیں، اور کسی قدامولوی نذیر حسین اپنا تشدد چھوڑ دیں تو جھگڑا مٹ جائے۔ میری اس بات کو کسی نے نواب قطب الدین صاحبؒ تک بھی پہنچا دیا، اور مولوی نذیر حسین صاحبؒ تک بھی۔ مولوی نذیر حسین صاحبؒ تو سن کر ناراض ہوئے، مگر نواب صاحبؒ پر یہ اثر ہوا کہ جہاں میں ٹھہرا تھا، وہاں تشریف لائے اور اگر میرے پاؤں پر عامہ ڈال دیا اور پاؤں پکڑ لئے اور رونے لگے اور فرمایا: بھائی جس قدر میری زیادتی ہو خدا کے واسطے مجھے تھلا دو۔ میں سخت نادام ہوا۔ اور مجھ سے بجز اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ میں مجبوث ہوں اور صریح مجبوث میں نے اسی روز بولا تھا اور کہا کہ حضرت آپ میرے بزرگ ہیں۔ میری کیا خیال تھی کہ میں ایسی گستاخی کرتا۔ آپ سے کسی نے غلط کہا ہے۔ عرض میں نے مشکل تمام ان کے خیال کو بدلا اور بہت دیر تک

وہ بھی روتے رہے، اور میں بھی روتا ہوا۔ یہ قصہ بیان کر کے خانصاحبؒ نے فرمایا کہ جب مولاناؒ نے یہ قصہ بیان فرمایا۔ اس وقت بھی آپ کی آنکھوں میں آنسوؤں بھر آئے تھے۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۴۳) عاشیہ حکیم الامتؒ: قولہ پاؤں پر۔ الی قولہ مجھے بتلا دو۔ (اقول) کیا انتہا ہے اس بلہیت کی ایسے بزرگ پر کب گمان ہو سکتا ہے کہ نفسانیت سے مناظرہ کرتے ہوں۔ قولہ جھوٹ بولا (اقول) چونکہ اس میں کسی کا ضرر نہ تھا اس لئے اباحت کا حکم کہا جائے گا۔ (شریف الدہایات)

۳۷۔ خانصاحبؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا نانوتویؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی افضلہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ مختلف لوگوں کی نسبت احادیث میں لفظ احب وارد ہوا ہے، کہہ حضرت عائشہؓ کو کہیں حضرت فاطمہؓ کو وغیرہ وغیرہ لیکن ابوبکر صدیقؓ کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا اور یہ بات جس میں مادہ غلت ہو کسی اور کیلئے نہیں فرمائی۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ خاص خاص مادیوں کی خاص خاص خصوصیات ہوتی ہیں۔ مثلاً جس مادہ میں ف کی جگہ ہو (یعنی ف، نعل کی جگہ) ش ہوگا، اس کے معنی میں عطر کے معنی پائے جائیں گے جیسے شرف، شر، شیطان وغیرہ۔ اسی طرح جس مادہ میں ف کی جگہ خ کی ہوں گے اس میں علیحدگی اور یکسوئی کے معنی پائے جائیں گے جیسے خلوت، خلو، بیت الخلاء خلال وغیرہ۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ محبت کا تعلق قلب سے ہے اور

قلب میں بہت سے پردے ہوتے ہیں اور اس کے بیچ میں ایک خلا ہوتا ہے پس عام محبوبوں کی محبت تو قلب کے پردوں میں ہوتی ہے اور خلیل کی محبت اس خلا میں جو قلب کے اندر ہوتا ہے جب یہ بھی معلوم ہو گیا تو اب حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ میرے جوف قلب میں خدا کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت کی جگہ نہیں ہے۔ اور بالفرض اس جگہ کسی اور کی محبت کی جگہ ہوتی تو ابوبکر صدیقؓ کی محبت کی ہوتی اور جب ابوبکرؓ آپؐ کو اس درجہ محبوب تھے تو ضروری ہے کہ آپؐ کی محبت اور ب سے نادر ہوگی اور دوسروں کی محبت تعلق جوف قلب سے دور پردوں سے ہوگا۔ اور ابوبکر صدیقؓ کی محبت کا تعلق اس پردہ سے دور جوف قلب سے قریب تر ہے۔

(ارواحِ ثلاثہ ص ۴۴) عاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: قولہ کسی کو خلیل بنانا (اقول) اگر اس پر یہ سوال ہو کہ حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ فرما کر اپنے تفضیل کی علت میں اپنے کو حبیب اللہ فرمایا ہے جس سے اس کے عکس کا شبہ ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس حکم کا مبنی لغت نہیں بلکہ عاودہ ہے۔ عاودت میں خلیل کا اطلاق عاشق پر بھی ہوتا ہے۔ مگر حبیب کا صرف اسی معشوق پر (شریف الدہایات)

(باقی آئندہ)